علمی مضامین سلسلہ نمبر ۳۹

"الحامد ٹرسٹ" نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تاحال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کر دیا جائے۔اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد واخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب ویکجا محفوظ ہو جائیں۔(اِدارہ)

میرا عقیدہ حیات النبی ﷺ

﴿ شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ ﴾

باسمہٖ سبحانہٗ وتعالیٰ

میرا عقیدہ حیاتِ انبیاء علیہم السلام کے بارے میں وہی ہے جو اَکابر دیوبند کا رہا ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ :

(۱) ہمارے اکابر دیوبند کے شیخ المشائخ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس اللہ سرہ العزیز کی معروف کتاب "فُیوض الحرمین" سے اُن کا عقیدہ واضح ہے۔

(۲) اُن کے بعد شیخ الحدیث اَوّل رُوحِ دارُالعلوم دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی قدس اللہ سرہ العزیز کی تصنیف "آبِ حیات" سے اُن کا عقیدہ ظاہر ہے۔

(۳) مجدد مأتہ حاضرہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس اللہ سرہ العزیز کا عقیدہ اُن کی کتاب " زُبْدَۃُ الْمَنَاسِكْ " سے واضح ہے۔

یہ سب بزرگ آنحضرت ﷺ کی ایسی حیات کے قائل تھے جسے دُنیوی برزخی کے اِلفاظ سے تعبیر کیا جاتا ہے (اَور جو کچھ کلمات خطاب وتوسل زُبْدَۃُ الْمَنَاسِكْ میں حضرت گنگوہیؒ نے تحریر فرمائے ہیں وہ شارح

ہدایہ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے فتح القدیر میں لکھے ہیں)۔(ملاحظہ ہو : فتح القدیر ج ۲ ص ۳۳۶ المقصد الثالث فی زیارۃ قبر النبی ﷺ)

(۴) حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے بعد حیات النبی ﷺ کے بارے میں ۱۳۲۵ھ میں حضرت مولانا خلیل احمد صاحب خلیفہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ و شیخ الحدیث مظاہر العلوم سہارنپور شارح ابوداؤد و مہاجر مدینہ منورہ رحمۃ اللہ علیہما نے "اَلْمُھَنَّدْ" میں تحریر فرمایا ہے :

السوال : مَاقَوْلُکُمْ فِیْ حَیٰوۃِ النَّبِیِّ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ فِیْ قَبْرِہٖ الشَّرِیْفِ هَلْ ذَالِكَ اَمْرٌ مَّخْصُوْصٌ بِہٖ اَمْ مِثْلُ سَائِرِ الْمُؤْمِنِیْنَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْھِمْ حَیٰوتُہٗ بَرْزَخِیَّۃٌ .

الجواب : عِنْدَنَا وَعِنْدَ مَشَائِخِنَا حَضْرَۃُ الرِّسَالَۃِ ﷺ حَیٌّ فِیْ قَبْرِہٖ الشَّرِیْفِ وَحَیٰوتُہٗ ﷺ دُنْیَوِیَّۃٌ مِنْ غَیْرِ تَکْلِیْفٍ وَھِیَ مُخْتَصَّۃٌ بِہٖ ﷺ وَبِجَمِیْعِ الْاَنْبِیَاءِ صَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلَیْھِمْ وَالشُّھَدَاءِ . لَابَرْزَخِیَّۃٌ کَمَا ھِیَ حَاصِلَۃٌ لِسَائِرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بَلْ لِجَمِیْعِ النَّاسِ کَمَا نَصَّ عَلَیْہِ الْعَلَّامَۃُ السُّیُوْطِیُّ فِیْ رِسَالَتِہٖ "اِنْبَاءُ الْاَذْکِیَاءِ بِحَیٰوۃِ الْاَنْبِیَاءِ" حَیْثُ قَالَ قَالَ الشَّیْخُ تَقِیُّ الدِّیْنِ السُّبْکِیُّ حَیٰوۃُ الْاَنْبِیَاءِ وَالشُّھَدَاءِ فِی الْقَبْرِ کَحَیَاتِھِمْ فِی الدُّنْیَا وَیَشْھَدُ لَہٗ صَلٰوۃُ مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ فِیْ قَبْرِہٖ فَاِنَّ الصَّلٰوۃَ تَسْتَدْعِیْ جَسَدًا حَیًّا اِلٰی اٰخِرِ مَا قَالَ فَثَبَتَ بِھٰذَا اَنَّ حَیٰوتَہٗ دُنْیَوِیَّۃٌ بَرْزَخِیَّۃٌ لِکَوْنِھَا فِیْ عَالَمِ الْبَرْزَخِ . وَلِشَیْخِنَا شَمْسِ الْاِسْلَامِ وَالدِّیْنِ مُحَمَّدْ قَاسِمُ الْعُلُوْمِ عَلَی الْمُسْتَفِیْدِیْنَ قَدَّسَ اللّٰہُ سِرَّہُ الْعَزِیْزُ فِیْ ھٰذَا الْمَبْحَثِ رِسَالَۃٌ مُسْتَقِلَّۃٌ دَقِیْقَۃُ الْمَاٰخَذِ بَدِیْعَۃُ الْمَسْلَكِ لَمْ یُرَ مِثْلُھَا قَدْ طُبِعَتْ وَشَاعَتْ فِی النَّاسِ وَاسْمُھَا "اٰبِ حَیَاتْ" اَیْ "مَاءُ الْحَیَاتِ" .

(اَز عقائد علمائے دیوبند (اَلْمُھَنَّدْ) ص ۲۲۱ مطبوعہ دارُالاشاعت کراچی)

جس کا ترجمہ یہ ہے :

سوال : آپ حضرات جناب رسول اللہ ﷺ کی قبر میں حیات کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔کیا آپ کو کوئی خاص حیات حاصل ہے یا عام مسلمانوں کی طرح برزخی حیات ہے۔

جواب : ہمارے نزدیک اَور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضورِ اکرم ﷺ اپنی قبر میں زندہ ہیں اَور آپ کی حیات دُنیا کی سی ہے (یعنی آپ باشعور ہیں) اَلبتہ دُنیا میں جس طرح مکلّف تھے اَب مکلّف نہیں ہیں۔اَور یہ حیات مخصوص ہے آنحضرت اَور تمام اَنبیاء علیہم السلام اَور شہداء کے ساتھ، حیات کی یہ قسم محض برزخی نہیں ہے جو حاصل ہے تمام مسلمانوں بلکہ سب آدمیوں کو جیسا کہ علامہ سیوطیؒ نے اپنے رسالہ ''اِنْبَاءُ الْاَذْکِیَاءِ بِحَیٰوۃِ الْاَنْبِیَاءِ'' میں بتصریح لکھا ہے۔وہ فرماتے ہیں کہ علامہ تقی الدین سبکیؒ نے فرمایا ہے کہ اَنبیاء و شہداء کی قبر میں حیات ایسی ہے جیسی دُنیا میں تھی اَور موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اِس کی دلیل ہے کیونکہ نماز زندہ جسم کو چاہتی ہے الخ۔پس اِس سے ثابت ہوا کہ حضور ﷺ کی حیات دُنیوی ہے اَور برزخی ہے [1] کیونکہ یہ عالم برزخ میں جاری اَور حاصل ہے اَور ہمارے شیخ حضرت محمد قاسم صاحب قدس سرہٗ کا اِس مبحث میں ایک مستقل رسالہ بھی ہے جس کا مأخذ نہایت دقیق ہے اَور وہ اَنوکھے طرز کا بے مثل ہے جو طبع ہو کر لوگوں میں شائع ہو چکا ہے اُس کا نام ''آبِ حیات'' ہے۔

☆

''اَلْمُھَنَّدْ'' کے مندرجات کی صحت پر علماءِ حرمین بلکہ دُنیا بھر کے اَساطینِ اُمت کے دستخط ہیں اَور اُس کے مضامین کی تصدیقات و تقاریظ تحریر ہیں۔سب سے پہلے دستخط حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب اَسیرِ مالٹا

---

[1] جمہور اہلِ سنت کا حیات النبی کے نام سے جو عقیدہ ہے وہ فقط یہ ہے کہ یہ حیات عالم برزخ میں ہوتی ہے (یعنی رُوح مبارکہ کا اپنے مستقر اَعلیٰ علیین میں رہتے ہوئے جسم مبارک کے ساتھ ایسا قوی ترین تعلق ہو کہ) اُس کے جسمِ مبارک سے قوی ترین تعلق کی بناء پر آپ عالمِ برزخ میں اِس جسمِ مادی کے ساتھ نماز پڑھتے ہیں اَور قبر مبارک پر جو سلام پڑھا جائے وہ سنتے ہیں (اگرچہ اِس حسّی اَور مادی عالم میں وہ ہمیں نماز پڑھتے ہوئے نظر نہ آئیں) اِس لیے یہ کہا جاتا ہے کہ اُن کی حیات دُنیا کی سی ہے۔ عبدالواحد غفرلہٗ (مفتی اعظم پاکستان)

خلیفہ حضرت حاجی اِمداد اللہ صاحب و جانشین حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی نور اللہ قبورہم کے ہیں۔ پھر حضرت نانوتوی قدس سرہٗ کے تلمیذِ خاص حضرت مولانا سیّد احمد حسن صاحب اَمروہی رحمۃ اللہ علیہ کے اَور حضرت مفتی عزیز الرحمٰن ؒ مفتی دارُالعلوم دیوبند، حضرت مولانا اَشرف علی تھانویؒ، حضرت شاہ عبد الرحیم صاحب رائپوریؒ خلیفہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہیؒ، مولانا حکیم محمد حسن صاحب دیوبندیؒ برادر حضرت شیخ الہندؒ، حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحبؒ وغیرہم علماء بلادِ ہند کی تصدیقات درج ہیں۔ پھر علمائے مکہ مکرمہ کی تصدیقات ہیں پھر علماء و مفتیانِ کرام مدینہ منورہ کی طویل تحریرات و تصدیقات ہیں اَور علماء شام میں علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کی اَولاد میں محمد ابوالخیر ابن عابدین کی تصدیق بھی ہے اَور دیگر علماء شام کی بھی، جامع اَزہر اَور مصری علماء کی بھی۔ یہ سب'' اَلْمُھَنَّدْ ''میں ہے ہر شخص دیکھ سکتا ہے۔

(۵) اِن حضرات کے بعد اُستاذنا المحترم شیخ العرب والعجم حضرت مولانا السید حسین احمد المدنی نور اللہ مرقدہٗ جنہوں نے دارُالعلوم دیوبند میں ایک ثُلث صدی درسِ حدیث دیا اپنی کتاب ''نقشِ حیات'' میں یہ مضمون تحریر فرماتے ہیں :

> (علماءِ دیوبند) وفاتِ ظاہری کے بعد اَنبیاء علیہم السلام کی حیاتِ جسمانی اَور بقاءِ علاقہ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجِسْمِ کے مثبِت ہیں اَور بڑے زور شور سے اِس پر دلائل قائم کرتے ہوئے متعدد رسائل اِس بارہ میں تصنیف فرما کر شائع کر چکے ہیں۔ رسالہ'' آبِ حیات'' نہایت مبسوط رسالہ خاص اِسی مسئلہ کے لیے لکھا گیا ہے نیز ھَدِیَّۃُ الشِّیْعَۃِ ، اَجْوِبَۃُ اَرْبَعِیْنْ حصہ دوم اَور دیگر رسائل مطبوعہ مصنفہ حضرت نانوتوی قدس اللہ سرہ العزیز اِس مضمون سے بھرے ہوئے ہیں۔ (نقشِ حیات ج ۱ ص ۱۰۳)

غرض اَکابر دیوبند کا جو اہلِ سنت والجماعت حنفی ہیں سب کا یہی عقیدہ چلا آرہا ہے اَور یہی میرا عقیدہ ہے۔

(۶) جناب شیخ محمد بن عبد الوہاب النجدی کے صاحبزادے جناب شیخ عبد اللہ بن محمد بن عبد الوہاب لکھتے ہیں :

وَالَّذِیْ نَعْتَقِدُہٗ اَنَّ رُتْبَۃَ نَبِیِّنَا مُحَمَّدٍ ﷺ اَعْلٰی مَرَاتِبِ الْمَخْلُوْقِیْنَ عَلَی الْاِطْلَاقِ وَاَنَّہٗ حَیٌّ فِیْ قَبْرِہٖ حَیَاۃً بَرْزَخِیَّۃً اَبْلَغُ مِنْ حَیَاۃِ الشُّھَدَاءِ الْمَنْصُوْصِ

عَلَيْهَا فِى التَّنْزِيْلِ اِذْ هُوَ اَفْضَلُ مِنْهُمْ بِلَارَيْبٍ وَاَنَّهٗ يَسْمَعُ سَلَامَ الْمُسَلِّمِ عَلَيْهِ.(رِسَالَةُ الشَّيْخِ عَبْدُ اللّٰهِ ص ۴۱)

''اور جو ہم اعتقاد رکھتے ہیں وہ یہ ہے کہ ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کا مرتبہ تمام مخلوقات سے علی الاطلاق اعلیٰ ترین رُتبہ ہے اور یہ کہ آنحضرت ﷺ کو اپنی قبر مبارک میں برزخی حیات حاصل ہے جو شہداء کی حیات سے بڑھ کر ہے جیسے قرآنِ پاک میں بیان فرمایا گیا ہے کیونکہ آپ شہداء سے بلا شبہ اَفضل ہیں اور یہ عقیدہ ہے کہ آپ سلام کرنے والے کا سلام سُنتے ہیں۔''(رسالہ شیخ عبداللہؒ ص ۴۱)

شیخ عبداللہ نے'' اَبْلَغُ مِنْ حَيَاةِ الشُّهَدَاءِ '' کا جملہ اِستعمال کیا ہے جیسے کہ سمجھانے کے لیے '' اَلْمُهَنَّدْ '' وغیرہ میں بھی حیاتِ دُنیویہ کے اِلفاظ لکھے گئے ہیں۔

حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی مدظلہم نے اپنے ایک مضمون میں اِس رسالہ کے اِقتباسات دِیے ہیں پھر یہ مضمون دارُالعلوم دیوبند کے پندرہ روزہ عربی رسالہ''الداعی''میں بالاقساط شائع ہوا۔ مذکورہ بالا عبارت الداعی ۲۵/جنوری ۱۹۷۸ء کے شمارہ سے لی گئی ہے۔

بہرحال یہی وہ مسلک ہے جس پر علماءِ اُمت کا اِتفاق چلا آرہا ہے۔

نوٹ : یہ اَمر بھی ملحوظ رکھنا چاہیے کہ ابنِ تیمیہؒ علی الاطلاق سِماع موتٰی کے قائل تھے اور اِنتقال یا دفن کے بعد میت کو تلقین کرنے سے بھی منع نہ کرتے تھے، وہ لکھتے ہیں :

وَقَدْ ثَبَتَ فِى الصَّحِيْحَيْنِ اَنَّ النَّبِىَّ ﷺ قَالَ لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ لَااِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَتَلْقِيْنُ الْمَيِّتِ سُنَّةٌ مَامُوْرٌبِهَا. وَقَدْ ثَبَتَ اَنَّ الْمَقْبُوْرَ يُسْأَلُ وَيُمْتَحَنُ وَاَنَّهٗ يُؤْمَرُ بِالدُّعَاءِ لَهٗ فَلِهٰذَا قِيْلَ اِنَّ التَّلْقِيْنَ يَنْفَعُهٗ فَاِنَّ الْمَيِّتَ يَسْمَعُ النِّدَاءَ كَمَا ثَبَتَ فِى الصَّحِيْحِ عَنِ النَّبِىِّ ﷺ اَنَّهٗ قَالَ " اِنَّهٗ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ" وَاَنَّهٗ قَالَ مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ لِمَا اَقُوْلُ مِنْهُمْ وَاَنَّهٗ اَمَرَنَا بِالسَّلَامِ عَلَى الْمَوْتٰى فَقَالَ مَا مِنْ رَجُلٍ يَمُرُّ بِقَبْرِ الرَّجُلِ كَانَ يَعْرِفُهٗ فِى الدُّنْيَا فَيُسَلِّمُ اِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَيْهِ رُوْحَهٗ حَتّٰى يَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ . (فتاوٰی ابنِ تیمیہ جا ص ۲۸۹)

''بخاری اَور مسلم شریف میں یہ حدیث صحیح آئی ہے کہ جناب ِرسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا اپنے مُردوں کو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی تلقین کیا کرو لہٰذا میت کی تلقین سنت ہے جس کا حکم دیا گیا ہے اَور یہ بھی ثابت ہے کہ قبر میں تدفین کے بعد میت سے سوال ہوتا ہے اُس کا اِمتحان ہوتا ہے اَور یہ ہے کہ اِس کے لیے دُعا کے واسطے کہنا چاہیے۔ اِسی لیے کہا گیا ہے کہ تلقین میت کو فائدہ پہنچاتی ہے کیونکہ میت آواز سنتا ہے جیسا کہ صحیح روایت (بخاری) میں آیا ہے کہ وہ بلا شبہ اُن کے جوتوں کی چاپ (اپنی قبر میں سے) سُنتا ہے اَور جناب ِرسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا ہے کہ میں جو کچھ اِن (بدر میں تین روز قبل ویران کنویں میں ڈالے گئے مقتول کافروں) سے کہہ رہا ہوں وہ تم اِن سے زیادہ نہیں سُن رہے۔ اَور آپ نے ہمیں مُردوں کو سلام کرنے کا حکم دیا ہے اَور فرمایا ہے کہ جو کوئی آدمی کسی قبر کے پاس سے گزرتا ہے اَور صاحب ِقبر کو سلام کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ (قبر میں) اُس پر اُس کی رُوح لوٹا دیتے ہیں حتّٰی کہ وہ اُس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔''

لیکن ابن تیمیہؒ سِماعِ موتٰی کے اِسی حد تک قائل ہیں جتنا حدیث شریف میں بتلایا گیا ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اتِّبَاعَہٗ وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَہٗ

کتبہ

(۱) سیّد حامد میاں غفرلہٗ ۲۳؍ ذی الحجہ ۱۴۰۰ھ/۲؍ نومبر ۱۹۸۰ء یکشنبہ

(۲) عبدالحمید غفرلہٗ مدرس جامعہ مدنیہ لاہور و فاضلِ دارُالعلوم دیوبند

(۳) محمد کریم اللہ غفرلہٗ مدرس جامعہ مدنیہ و فاضلِ دارُالعلوم دیوبند

(۴) ظہور الحق مدرس جامعہ مدنیہ

(۵) عبدالرشید عفی عنہ مدرس جامعہ مدنیہ

ضمیمہ : بجواب مولانا نصیب اللہ خان صاحب سواتی
وارِد حال گوجرانوالہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

آپ نے جو مسئلہ دریافت فرمایا ہے وہ آج کل پھر اُٹھا ہوا ہے۔ علماءِ کرام نے دو بحثیں جدا جدا کر دی ہیں ایک کا تعلق اَنبیاء کرام سے ہے اَور دُوسری کا تعلق غیر اَنبیاء سے ہے۔

جنگ ِبدر کے بعد جناب ِرسول اللہ ﷺ نے مُردہ کافروں سے خطاب فرمایا ہے یہ روایت بخاری شریف میں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اِس سے سِماعِ موتٰی کے ثبوت پر اِستدلال فرماتے تھے اَور حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا نفی فرماتی تھیں اَور اُن کا اِستدلال اِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی سے تھا۔

جب دو صحابیوں کا اِختلاف ہوا تو اِن میں سے جس کے قول کو بھی کوئی اِختیار کرے باطل نہ ہوگا ٹھیک ہوگا۔ (دُوسری طرف سِماعِ موتٰی کے قائل حضرات اِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی سے سِماعِ موتٰی ثابت کرتے ہیں جیسا کہ رسائل میں لکھا گیا ہے۔

اَنبیاء کی خصوصیت :

لیکن اَنبیاءِ کرام کی خصوصیت اَلگ اَحادیث سے ثابت ہے مثلاً یہ ہے کہ توجہ الی اللہ بدرجہ ٔ کمال مع شعور بعد الوفات بھی جاری رہتی ہے اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِھِمْ یُصَلُّوْنَ ۔ اَنبیاء کرام زندہ ہیں وہ اپنی قبروں میں حالت ِنماز میں (مناجات رب میں) مصروف رہتے ہیں۔ شب ِمعراج حضرت آدم حضرت موسیٰ حضرت ابراہیم اَور دیگر اَنبیاء کرام (علیہم السلام) کی گفتگو اَور بعض کے کام بھی صحیحین میں موجود ہیں۔ یہ روایتیں اِس بات کی واضح دلیل ہیں کہ اَنبیاء کرام کا حال وفات کے بعد غیر اَنبیاء سے مختلف ہوتا ہے۔

موت کیا ہے، موت اَور نیند میں فرق :

''موت'' نام ہے جسم سے رُوح کا اِس طرح منفصِل ہو جانے کا کہ دوبارہ اِس کا تعلق بالجسم قیامت سے پہلے اَیسا نہ ہو سکے جیسے اِس انفصال سے پہلے تھا اگر اَیسا تعلق دوبارہ ہو جائے تو اِس اِنفصال کو ''نیند'' کہا جائے گا۔ اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِھَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِھَا فَیُمْسِکُ الَّتِیْ قَضٰی عَلَیْھَا الْمَوْتَ وَیُرْسِلُ الْاُخْرٰی اِلٰی اَجَلٍ مُّسَمًّی (پ۲۴) ورنہ وفات اَور موت کہا جائے گا۔

اَور اِس معنی میں وفاتِ اَنبیاء کا کوئی بھی اِنکار نہیں کرتا ورنہ اَنبیاء کرام کی تدفین جائز نہ ہوتی حالانکہ تدفین کی گئی ہے یہی اِنَّکَ مَیِّتٌ اور قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ میں مراد ہے۔

اَور لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْبَعْضَ يَوْمٍ فرمانے میں حضرتِ عزیر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو محسوس کیا وہی بتلایا اَور جو محسوس کیا وہ صحیح تھا کیونکہ موت کے بعد رُوح کا تعلق ایک اَور عالم سے ہوجاتا ہے وہاں زمانہ کا پیمانہ یہی ہے اِنَّ يَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ (وہاں کا) ایک دِن (یہاں کے) ایک ہزار سال کا ہوا تو سوسال ایک دِن کا کچھ حصہ ہی ہوں گے۔ آئنسٹائن کی حسابی تحقیق بھی یہ تھی کہ دُوسرے کُروں پر زمانہ کا اِتنا زیادہ فرق ہے کہ اَگر کبھی اہل زمین دُوسرے کروں پر جائیں تو اُنہیں اپنے دوستوں سے مل کر جانا چاہیے کیونکہ دُوسرے کرے میں وہ بہت تھوڑا عرصہ گزار کر جب واپس آئیں گے تو دُنیا میں ستر سال گزر چکے ہوں گے اَور دوست مر چکے ہوں گے۔ اَب جس عالم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں وہاں بھی اِسی قدر تفاوت زمانہ و کیفیات ہے وہ حمام سے غسل کر کے نکلے تھے واقعہ معراج تک اُن کی ایسی ہی حالت تھی كَاَنَّمَا خَرَجَ مِنْ دِيْمَاسٍ اور يَقْطُرُ رَأْسُهٗ مَاءً سر سے پانی کے قطرات ٹپکتے جیسے لگ رہے تھے اَور دُنیا میں دوبارہ آنے کے وقت بھی یہی حال بتلایا گیا ہے۔ اِس لیے حضرت عزیر علیہ السلام کے اِس جواب سے یہ اِستدلال تو کیا جا سکتا ہے کہ اُنہیں زمانہ گزرنے کا احساس نہیں ہوا یا اُس عالم کے زمانے کا پیمانہ اَور ہے (مگر) عدمِ سماع کا اِستدلال نہیں کیا جا سکتا۔

میرے پاس وقت نہیں ہوتا اِس لیے معذرت کے ساتھ اِسی قدر پر اِکتفاء کرتا ہوں۔ عنایت اللہ شاہ صاحب مقلد نہیں ہیں جو غیر مقلد ہو وہ خود کو مجتہد مانتا ہے ممکن ہے کہ وہ خود ہی کسی وقت بدل جائیں۔

والسلام

حامد میاں غفرلہٗ

۲۳ ؍ صفر ۱۴۰۲ھ / یکم دسمبر ۱۹۸۱ء سہ شنبہ